وعظ

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

غیبت پر عذاب

کتاب گھر
ناظم آباد ۴ — کراچی ۷۴۶۰۰

غیبت پر عذاب

وعظ

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر
کتاب گھر

نام کتاب ⬅ غیبت پر عذاب
وعظ ⬅ فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
تاریخ طبع ⬅ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ
مطبع ⬅
ناشر ⬅

ملنے کا پتہ

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد
ناظم آباد۔ کراچی
فون نمبر..... ۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر... ۰۲۱-۶۶۲۳۸۱۴

فاروق اعظم کمپوزرز

فہرست مضامین ''غیبت پر عذاب''

عنوان	صفحہ
غیبت کسے کہتے ہیں؟	۶
غیبت پر عذاب عظیم	۷
دل کی روحانی غذاء	۸
غیبت کرنے والے کی مثال	۱۰
غیبت پر دنیوی عذاب	۱۱
تنبیہ اسی کو ہوتی ہے جس میں فکر آخرت ہو	۱۲
گناہ پر تنبیہ کے عبرت آموز قصے	۱۳
مردوں کی زینت ڈاڑھی	۱۷
گناہ کا سب سے پہلا حملہ عقل پر	۱۸
غیبت زنا سے بھی بدتر	۲۲
عزت کا ڈاکو مال کے ڈاکو سے بدتر	۲۴
آخرت کا مفلس	۲۵
اعمال کا محاسبہ	۲۶
غیبت پر عذاب کی حدیثیں	۲۷
غیبت کے دنیوی نقصانات	۲۷
غیبت کرنے سے بچنے کے نسخے	۲۸
غیبت سننے سے بچنے کے نسخے	۲۹

صفحہ	عنوان
۳۰	غیبت سننے سے بچنے کا ایک سبق آموز واقعہ
۳۱	بہت آسان تدبیر
۳۱	ہر فضول بات سے بچنے کا آسان نسخہ
۳۲	ایک عبرت آموز قصہ
۳۳	جن لوگوں کی غیبتیں کیں یا سنیں ان سے معاف کروانے کا طریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعظ

غیبت پر عذاب

الحمدللّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم،

﴿یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احد کم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ تواب رحیم۝﴾ (۴۹–۱۲)

”اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچاکرو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ مت لگایا کرو، اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے،

کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

آج کل غیبت کا مرض پورے معاشرے میں ایک مہلک وبا کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے، مشایخ کی مجلس ہو یا علماء کی، عوام کی مجلس ہو یا خواص کی، ہر مجلس میں ایک دوسرے کی غیبت اور برائیاں بیان کی جاتی ہیں، ہر شخص دوسرے پر تنقید کرنے میں لگا ہوا ہے، ہر طرف غیبت کا بازار گرم ہے۔ آج اسی مہلک مرض اور عظیم گناہ سے متعلق بیان ہوگا اور اس سے بچنے کی تدابیر بتائی جائیں گی، اللہ تعالیٰ بات دلوں میں اتار دیں اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

اس وعظ میں غیبت سے متعلق پانچ چیزیں بیان کی جائیں گی:

❶ غیبت کسے کہتے ہیں؟
❷ غیبت پر عذاب عظیم۔
❸ غیبت کرنے سے بچنے کے نسخے۔
❹ غیبت سننے سے بچنے کے نسخے۔
❺ جن لوگوں کی غیبتیں کیں یا سنیں ان سے معاف کروانے کا طریقہ۔

❶ غیبت کسے کہتے ہیں؟

غیبت کہتے ہیں کسی کے واقعی عیب کو اس کی پیٹھ پیچھے دوسروں کے سامنے زبان سے یا اشارے سے یا تحریر سے اس طرح ظاہر کرنا کہ اسے پتا چل جائے تو ناگواری محسوس کرے، اسے غیبت جبھی کہیں گے کہ وہ عیب واقعۃً اس میں موجود ہو، اگر وہ عیب اس میں نہیں تو اسے الزام، افتراء اور بہتان کہتے ہیں جس کا گناہ غیبت سے بھی زیادہ ہے، اس بارے میں بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ کسی کا واقعی عیب

بیان کرنے کو غیبت نہیں سمجھتے، چنانچہ کوئی کسی کی غیبت کر رہا ہو اور اس سے کہا جائے کہ آپ غیبت کر رہے ہیں تو وہ کہے گا: "نہیں میں تو صحیح بات کہہ رہا ہوں، حقیقت بتا رہا ہوں، مجھے اس کے سامنے کر دیجئے اس کے سامنے بھی کہوں گا، میں تو واقعی بات کہہ رہا ہوں۔" اس کا یہ خیال غلط ہے، غیبت تو کہتے ہی اسی کو ہیں کہ کسی کا واقعی عیب پس پشت دوسروں کے سامنے ذکر کیا جائے جس کے علم سے اسے ناگواری ہو۔

۲ غیبت پر عذاب عظیم:

اللہ تعالیٰ کا صاف اور واضح حکم ہے:

﴿یایها الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه واتقوا اللّٰه ان اللّٰه تواب رحیم۝﴾

(۴۹-۱۲)

اللہ تعالیٰ اپنے احکام پر عمل کرنے کو آسان فرمانے کے لئے نسخے کے طور پر مضمون کو "یایها الذین امنوا" سے شروع فرماتے ہیں۔ "اے ایمان والو" فرما کر محبت کا انجکشن پہلے لگا دیتے ہیں، ایمان کے معنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ عشق و محبت کا دعویٰ کرنا ہے تو مطلب یہ ہوا: "اے عاشقو! عشق و محبت کے دعویدارو! اگر تم اپنے ایمان اور عشق کے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے احکام کی تعمیل کیوں نہیں کرتے؟" اے ایمان والو! کے معنی ہیں اے عاشقو! جس کے دل میں عشق ہو گا وہ تو اس خطاب کو سن کر مدہوش ہی ہو جائے گا کہ محبوب نے کیا کہہ دیا؟ آج تو محبوب نے شراب محبت پلا دی، خود ہی مجھے اپنا عاشق تسلیم کر لیا، عاشق کا لقب دے کر خطاب فرمایا: اے میرے عاشقو! یہ سن کر شراب محبت سے مست ہو کر تعمیل حکم کے لئے فوراً تیار ہو جائے گا:

﴿یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن﴾

"اے میرے عاشقو! ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی سے بچا کرو۔"

غیبتیں بعض تو واقعی عیوب کی ہوتی ہیں اور کئی محض سنی سنائی باتیں الزام اور بہتان میں داخل ہوتی ہیں، اس لئے فرمایا کہ اپنے دلوں میں دوسروں کے بارے میں فاسد خیالات مت لایا کرو کہ فلاں یہ کر رہا ہے اور فلاں یہ کر رہا ہے، چھوڑ دو ان سب باتوں کو، کیونکہ:

﴿ان بعض الظن اثم﴾

"بلاشک بدگمانی بہت بڑا گناہ ہے۔"

دوسروں کے بارے میں جتنے فاسد خیالات اپنے دلوں میں لاتے ہیں اتنے اللہ تعالیٰ کی محبت کے خیالات کیوں نہیں لاتے؟

دل کی روحانی غذاء:

مناجاۃ مقبول میں ایک بہت عجیب دعاء ہے:

﴿اللھم اجعل وساوس قلبی خشیتک وذکرک واجعل ھمتی وھوای فیما تحب وترضی﴾

"یا اللہ! میرے دل کے وساوس کو اپنے خوف اور اپنے ذکر کے ساتھ مخصوص کر دے، اور میری ہمت اور میری خواہش ایسے اعمال کے لئے مخصوص کر دے جو تجھے محبوب ہیں اور تجھے پسند ہیں۔"

یا اللہ! جس طرح تو نے اس دل کے ظاہر کو خالی نہیں رکھا، ہر وقت حرکت میں ہے اگر کسی وقت اس کی حرکت بند ہو جائے تو انسان فوراً مر جائے، اسی طرح اس دل کے

باطن کو بھی خالی نہیں رکھا ہر وقت انسان کچھ نہ کچھ سوچتا ہی رہتا ہے، خواہ نماز میں ہو یا بازار میں یا بیت الخلاء میں ہو یا کھانا کھا رہا ہو، ہر وقت انسان کسی نہ کسی سوچ میں لگا ہی رہتا ہے، یا اللہ! جب تو نے اس دل سے خالی رہنے کی صلاحیت ہی ختم کر دی، اسے پیدا ہی اسی طرح فرمایا ہے کہ اس میں کوئی نہ کوئی خیال آتا ہی رہے تو پھر اس دل کے خیالات کیا ہوں، ہر وقت کیا سوچتا رہوں: خشیتک و ذکرک۔ ''تیرا خوف اور تیرا ذکر'' ہر وقت دل میں یہی خیال رہے، اس کے سوا دوسرے خیالات آنے ہی نہ پائیں ہر وقت تیری ہی باتیں سوچتے رہیں، تیرا خوف اور تیرا ذکر کبھی بھی ہمارے دل سے نکلنے نہ پائے ؎

جب تک قلب رہے پہلو میں جب تک تن میں جان رہے
لب پر تیرا نام رہے اور دل میں تیرا دھیان رہے
جذب میں پراں ہوش رہیں اور عقل مری حیران رہے
لیکن تجھ سے غافل ہرگز دل نہ مرا اک آن رہے

اور جب یہ حالت ہو جائے تو اس کا اثر اور ثمرہ بھی عطاء فرما دے یعنی: واجعل ھمتی وھوای فیما تحب وترضی۔ ''یا اللہ! میری ہمت اور میرا مقصود ان کاموں کو بنا دے جو تجھے محبوب اور پسند ہیں۔'' یا اللہ! سب کے حق میں یہ دعاء قبول فرما۔ آگے ارشاد ہے: ولا تجسسوا۔ ''ایک دوسرے کی باتوں کا تجسس نہ کیا کریں۔'' ارے! اپنی خیر منائیں، اپنے اعمال کا محاسبہ کریں، موت کے لئے کیا کچھ تیاری کی ہے، آخرت کے لئے کوئی سامان بنایا ہے یا نہیں؟ ؎

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے لوگوں کے عیب وہنر
پڑی اپنے گناہوں پر جو نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

دوسروں کے عیوب وہی دیکھتا ہے جسے اپنی حالت کی خبر نہیں ہوتی کہ اپنے ساتھ کیا ہونے والا ہے، اپنی سوچو، دوسروں کی فکر میں مت رہو۔

غیبت کرنے والے کی مثال:

آگے فرماتے ہیں:

﴿ولا یغتب بعضکم بعضا﴾

"ایک دوسرے کی غیبت مت کرو"

اے عشق کے دعویدارو! یہ ہمارا حکم ہے، اگر ہمارے ساتھ محبت ہے تو عمل کر کے دکھاؤ کہ ایک دوسرے کی غیبت مت کرو، جو کسی کی غیبت کرتا ہے اس کی کیا مثال بیان فرمائی: ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ۔ "کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ؟ یہ تو تمہیں ناگوار ہے۔"

سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں، جیسا کہ اس آیت سے کچھ پہلے ارشاد ہے:

﴿انما المؤمنون اخوۃ﴾ (۴۹-۱۰)

"سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔"

لہذا اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت مت کرو بلکہ یہ تو حقوق انسانیت میں سے ہے، اسی لئے کسی کافر کی بھی غیبت جائز نہیں۔ جو کسی کی غیبت کرے گا اس نے اتنا بڑا گناہ اور اتنا قبیح اور برا کام کیا کہ گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھایا۔ کیا کوئی یہ پسند کر سکتا ہے کہ وہ کسی انسان کا گوشت کھائے پھر وہ بھی مردہ اور اپنے مسلمان بھائی کا؟ جب یہ کام کسی کے نزدیک بھی پسندیدہ نہیں بلکہ بہت ہی مذموم اور دائرہ انسانیت سے خارج ہے تو کسی کی غیبت کرنا کیونکر پسندیدہ اور دائرۂ انسانیت میں داخل ہو سکتا ہے؟

غیبت پر دنیوی عذاب:

اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سنئے:

① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو عورتوں کو روزہ بہت لگا اور پیٹ میں شدید درد کا دورہ پڑا، بالکل مرنے کے قریب ہوگئیں، گناہ کرنے سے روزہ بہت لگتا ہے جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ اگر کبھی روزہ رکھ لیں تو انہیں روزہ کی اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ بس ابھی مرے ابھی مرے۔ اور جو گناہوں سے بچتے ہیں انہیں روزے کا کچھ پتا ہی نہیں چلتا کہ کیسے گذر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان عورتوں کے بارے میں اطلاع دی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاس بلوایا اور ان دونوں کے سامنے برتن رکھ کر فرمایا "اس میں قے کرو" قے کی تو اس میں خون اور گوشت کے ٹکڑے نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حلال کئے ہوئے رزق سے تو روزہ رکھا اور حرام سے افطار کیا اس طرح کہ دونوں نے مل کر لوگوں کا گوشت کھایا ہے۔" یعنی اسی لئے انہیں روزہ کی تکلیف محسوس ہوئی اور ان کے منہ سے مردار کا گوشت نکلا۔

(رواہ احمد و ابو یعلیٰ و بیہقی)

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں سے فرمایا: "واللہ! میں فلاں کا گوشت تمہارے دانتوں میں اٹکا ہوا دیکھ رہا ہوں۔" ان لوگوں نے اس شخص کی غیبت کی تھی۔

(تنبیہ الغافلین للسمرقندی صفحہ ۲۵ اور الدر المنثور للسیوطی جلد ۷ صفحہ ۵۷۲)

③ ایک عورت نے کسی کی غیبت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "تھوکو" اس نے تھوکا تو گوشت کا ٹکڑا نکلا (الدر المنثور للسیوطی جلد ۷ صفحہ ۵۷۱، ۵۷۳)

تنبیہ اسی کو ہوتی ہے جس میں فکر آخرت ہو:

یہ حدیثیں سن کر کسی کو اشکال ہو سکتا ہے کہ ہماری تو رات دن یہی غذاء ہے کہ جہاں بیٹھتے ہیں ایک دوسرے کی غیبت ہی کرتے ہیں مگر ہمیں تو کبھی بھی گوشت اور خون کی قے نہیں آئی اور نہ ہی کبھی پیٹ میں درد ہوا اور نہ ہی دانتوں سے گوشت کے ریشے نکلے، یہاں تو کچھ نکلتا ہی نہیں۔ اس کے دو جواب ہیں۔

(۱) جب اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد سامنے آئے تو اسے بلا چون وچرا تسلیم کرنا پڑے گا خواہ اس کی حقیقت یا اس کی کوئی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ہمارا کام صرف اس حکم کی تعمیل کرنا ہے، تعمیل حکم کو حقیقت سمجھنے پر موقوف کرنا یا حکمت تلاش کرنا عبدیت کے خلاف ہے، مالک کا حکم ہے اسے صحیح تسلیم کرنا پڑے گا، اور اس پر عمل کرنا پڑے گا، اگر دل میں ذرا بھی شک وشبہہ پیدا ہوا تو ایمان جاتا رہا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہوں پر تنبیہ صرف ایسے لوگوں کو ہوتی ہے جن کے قلوب میں کچھ فکر آخرت ہو۔ گناہوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ نہ ہونا اس کا فضل نہیں عذاب ہے۔ کسی گناہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہو جانے کا معاملہ ان پر اللہ تعالیٰ کا کرم اور ان کی دستگیری ہوتی ہے تاکہ وہ آیندہ اس گناہ سے بچ جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ولنذ یقنهم من العذاب الا دنی دون العذاب الا کبر لعلهم یر جعون﴾ (۳۲-۲۱)

”اور ہم انہیں قریب کا عذاب بھی بڑے عذاب سے پہلے چکھا دیں گے تاکہ وہ گناہوں سے باز آجائیں۔“

اس دنیوی تکلیف سے ان لوگوں کو ہدایت ہوتی ہے جن میں صلاحیت اور فکر آخرت ہے اور جنہوں نے جہنم میں جانا طے کر رکھا ہے انہیں دنیوی عذاب سے ہدایت نہیں ہوتی۔

جن لوگوں کو کسی گناہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تنبیہ نہیں ہوتی وہ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کا ان پر فضل وکرم ہے اور ان کے موجودہ حالات اور ظاہری دینداری سے اللہ تعالیٰ راضی ہیں، ایسا ہرگز نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم نہیں بلکہ استدراج ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ولا تحسبن اللّٰہ غافلا عمایعمل الظلمون انما یؤخرھم لیوم تشخص فیه الابصار○ مھطعین مقنعی رءوسھم لا یرتد الیھم طرفھم وافئدتھم ھواء○﴾ (۱۴-۴۲، ۴۳)

”اور جو کچھ یہ ظالم لوگ کرتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کو بے خبر مت سمجھو، اس نے انہیں اس دن تک کے لئے مہلت دے رکھی ہے، جس دن نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی، دوڑتے ہوں گے اپنے سر اوپر اٹھا رکھے ہوں گے، ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آئے گی، اور ان کے دل بالکل بدحواس ہوں گے۔“

گناہ پر تنبیہ کے عبرت آموز قصے:

① حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلق میں اگر کبھی مشتبہ لقمہ چلا جاتا تو از خود قے ہو جاتی، حرام لقمہ نہیں صرف مشتبہ لقمہ ہی حلق میں جانے سے قے ہو جاتی، ادھر لقمہ حلق میں گیا ادھر قے ہو گئی۔ اور لوگ رات دن حرام کھاتے رہتے ہیں انہیں کچھ ہوتا ہی نہیں، اس کی حقیقت وہی ہے جو بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی دستگیری اور کرم ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں

انہی لوگوں کو ایسی تنبیہات ہوتی ہیں۔

(۲) دارالعلوم کورنگی کے ایک صالح طالب علم کا قصہ ہے، صالح طالب علم آج کل بہت ہی کم ملتے ہیں۔ ان طالب علم نے مجھے اپنا ایک خواب بتایا اور اس خواب سے پہلے ان کے ساتھ ایک قصہ بھی پیش آیا جس پر یہ خواب انہوں نے دیکھا، وہ قصہ یہ ہے "دارالعلوم کے میدان میں ٹماٹر کا پودا لگا ہوا تھا اس پودے میں ٹماٹر کا ایک دانہ خشک ہو رہا تھا، ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر میں نے ٹماٹر کے اس دانہ کو نہیں توڑا تو یہ ضائع ہو جائے گا اور ساتھ ہی یہ بھی سوچا کہ یہ ٹماٹر بھی دارالعلوم کا ہے اور میں بھی دارالعلوم ہی کا ہوں لہٰذا اس کے توڑنے میں کوئی حرج نہیں، یہ سوچ کر انہوں نے اس ٹماٹر کو توڑ کر کھا لیا، رات کو انہوں نے اسی قسم کا ایک خواب اس طرح دیکھا:

"وہ ایک باغ میں گئے اور اسی قسم کا ٹماٹر کا ایک پودا وہاں نظر آیا جس میں اسی قسم کا ٹماٹر کا خشک دانہ لٹک رہا تھا انہوں نے یہی سوچ کر کہ اگر اسے نہیں توڑا تو یہ ضائع ہو جائے گا، اسے توڑ کر کھا لیا، باغ کے مالی نے ان کو پکڑ لیا اور بہت پٹائی کی۔" انہوں نے یہ خواب اور قصہ مجھے بتایا۔ میں نے کہا: "آپ کو دارالعلوم کا ٹماٹر کھانے پر اس خواب کے ذریعے تنبیہ کی گئی ہے۔"

یہاں چند باتیں سوچنے کی ہیں:

❶ ان طالب علم کے ساتھ کوئی بہت بڑا قصہ پیش نہیں آیا، صرف ٹماٹر کا ایک دانہ کھایا تھا، زیادہ نہیں۔

❷ وہ دانہ بھی خشک کہ اگر یہ اسے نہ توڑتے تو وہ ضائع ہو جاتا۔

❸ وہ ٹماٹر بھی دارالعلوم ہی کا تھا کہیں باہر کا نہیں تھا، اور یہ طالب علم بھی دارالعلوم ہی کے تھے۔ ان سب باتوں کے باوجود ایک معمولی سی بات پر انہیں تنبیہ کی گئی اس لئے کہ ان کے دل میں فکر آخرت اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت نے دستگیری فرمائی، اور لوگ کتنے بڑے بڑے ڈاکے ڈالتے رہتے ہیں اور

رات دن حرام کھاتے رہتے ہیں انہیں کوئی تنبیہ نہیں ہوتی۔

در ینجا مردمان اند کہ دریا ے خورند و آرو غے نمی زنند

”یہاں تو ایسے حرام خور ہیں کہ دریا کے دریا پی جائیں اور ایک ڈکار بھی نہ لیں۔“

ان لوگوں کو اس لئے تنبیہ نہیں ہوتی کہ ان میں فکر آخرت نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈھیل دے رکھی ہے۔

④ میری نوعمری کا قصہ ہے کہ جب پہلی بار حج کے لئے گیا، گرمی کا موسم تھا مکہ مکرمہ میں بہت گرمی اور بہت زیادہ مچھر ہوا کرتے تھے، ہم نے کرایہ کا جو مکان لیا تھا اس میں بجلی کے پنکھے بھی نہیں تھے، اس لئے مچھر بہت تنگ کرتے تھے، اگر مچھر دانی لگاتے تو سخت حبس ہو جاتا، اس کے برعکس مسجد حرام میں کھلی فضاء کے ساتھ مچھروں کا نام ونشان بھی نہ تھا، اس لئے بہت سے مرد و عورت چھوٹے چھوٹے بچوں سمیت مسجد حرام میں سو جایا کرتے تھے بچے وہیں پیشاب وغیرہ بھی کر دیتے تھے جس کی وجہ سے مسجد کی سخت بے حرمتی ہوتی تھی۔ میں نے یہ طے کر رکھا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے مسجد میں سونے کا گناہ نہیں کروں گا۔ مگر ایک بار کیا ہوا کہ رات بہت گذر گئی لیکن مچھروں کی یلغار اور سخت گرمی کی وجہ سے نیند نہیں آ رہی اور سر میں سخت درد ہو رہا ہے، نفس نے ایک چال سمجھائی یہ نفس بڑا شریر ہے، اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول نقل فرماتے ہیں:

﴿ان النفس لامارة بالسوء الا مارحم ربی﴾ (۱۲-۵۳)

”بیشک نفس بہت زیادہ برائیوں کا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے۔“

اللہ تعالیٰ کی دستگیری ہو جب ہی انسان نفس کی شرارتوں سے بچ سکتا ہے، نفس نے

یہ چال سجھائی: ”اس طرح کب تک پڑے رہوگے، ساری رات گذر جائے گی پھر دن کو کیا طواف اور عبادت کر سکو گے، فجر کی نماز بھی شاید اچھی طرح نہ پڑھ سکو، جاؤ مسجد حرام میں سو جاؤ اور تأویل یہ کر لو کہ اعتکاف کی نیت کر لو۔ معتکف بن کر ایک طواف کر کے وہیں سو جانا، معتکف کے لئے تو مسجد میں سونا جائز ہے۔“ یہ خیال لے کر اٹھا اور مسجد حرام کی طرف چلا، راستے میں نفس نے ایک اور چال سجھائی: ”اب کیا طواف کرو گے ویسے ہی کافی دیر ہو گئی ہے، طواف کے لئے پہلے وضو بھی کرنا پڑے گا، اس لئے اور زیادہ دیر ہو جائے گی، اب ویسے ہی اللہ کا نام لے کر اعتکاف کی نیت سے سو جاؤ۔“ بالآخر نفس نے معتکف بنا کر سلا دیا، جب سو گیا تو کیا خواب دیکھتا ہوں: ”حجر اسود سے ایک نور نکلا جو فٹ بال جتنا بڑا اور اسی جیسا گول تھا اور چاند کی طرح روشن تھا، اس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور سات چکر پورے کرنے کے بعد وہیں حجر اسود میں غائب ہو گیا۔ اس کے بعد دیکھا کہ میں باب البیت کے پاس بیٹھا ہوا ہوں۔“ لوگ تو اسے ”باب البیت“ کہتے ہیں، میں اسے ”باب الکریم“ کہتا ہوں، میرے رب کریم کا دروازہ۔

میں نے ایک بار مکہ مکرمہ سے آنے والے ایک خط کا جواب لکھا تو اس میں یہ بھی لکھ دیا: ”میرے لئے ”باب الکریم“ کے پاس جا کر دعاء کریں۔“ انہوں نے ایک بہت بڑا کاغذ لیا، اس میں مسجد حرام کے تمام دروازوں کا نقشہ کھینچا، ہر دروازے کا نام لکھا اور پورا نقشہ مجھے بھیج دیا اور لکھا میں نے تمام دروازوں کو دیکھا لیکن مجھے کہیں بھی باب الکریم نظر نہیں آیا۔ میں نے انہیں جواب میں لکھا جب میں آؤں گا تو آپ کو باب الکریم دکھا دوں گا۔ بیت اللہ کے دروازے کو میں باب الکریم کہا کرتا ہوں۔ میرے رب کریم کا دروازہ۔

خواب کی بات چل رہی تھی، میں نے دیکھا کہ میں بیت اللہ کے دروازے کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف فرما ہیں۔ بیت اللہ کی چھت سے چیل کی مانند چند بڑے بڑے پرندے آکر گرے جو بہت ہی خوبصورت اور خوش رنگ تھے۔ ان کے پروں پر عجیب رنگینیاں تھیں۔ ان پرندوں کے پروں پر ایسا حسن اور خوبصورتی تھی جیسے مردوں میں ڈاڑھی کی زینت۔

مردوں کی زینت ڈاڑھی

ساتھ ساتھ ایک عقل کی بات بھی بتاتا چلوں۔ ایک مولوی صاحب کہنے لگے: ”آج کل لوگ حسن بنانے کے لئے ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں۔“ آپ یہ سوچیں کہ مرغوں اور مرغیوں میں سے کس میں حسن زیادہ ہے، مرغوں میں یا مرغیوں میں؟ ہر شخص جانتا ہے کہ مرغ میں حسن زیادہ ہے۔ پھر سوچیں کہ مرغ کا حسن کس چیز میں ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا حسن اس کے سر پر تاج اور چونچ کے نیچے ڈاڑھی اور پیچھے لمبی دم کی وجہ سے ہے۔ اگر آج کا کوئی ڈاڑھی منڈانے والا مسلمان اسے یہ سمجھادے کہ تم یہ سر کا تاج اور دم وغیرہ نرینہ علامتیں کاٹ دو، حسین بن جاؤ گے تو کیا وہ حسین بن جائے گا؟ اس میں حسن آئے گا یا قباحت آئے گی؟ وہ کیا لگے گا؟ اور پتا کیسے چلے گا کہ مرغا ہے یا مرغی؟ شاید کوئی مرغی سمجھ کر اسے کے پیچھے بھاگتا پھرے کہ انڈا دے گی، اور اگر دوسرا مرغا غلط فہمی سے اس کے پیچھے پڑ جائے تو؟

سوچئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حیوان مذکر میں جس چیز سے زینت رکھی ہے اس کے باقی رکھنے میں حسن ہے یا کاٹنے میں؟ اسی طرح مور اور مورنی کو دیکھ لیجئے، مور مذکر کا حسن مورنی سے کہیں زیادہ ہے، اس کا حسن اس کے سر کے تاج اور خوبصورت رنگین دم کی وجہ سے ہے۔ جب وہ ناچتا ہے تو سبحان اللہ! اس میں کیسی رنگینیاں نظر آتی ہیں اور کیسا حسین لگتا ہے، اس کے مقابلے میں مورنی میں کچھ بھی حسن نہیں، اگر آج کے مسلمان کو دیکھ کر کہ یہ لوگ تو اپنی ڈاڑھیوں کو کاٹ چھانٹ کر اپنا حسن بناتے ہیں کسی

مور کو بھی یہ خیال آجائے اور وہ بھی اپنی نرینہ علامتیں دم اور سر کے تاج کو کاٹ ڈالے تو کیا رہے گا، وہ تو مورنی بن جائے گا۔

اسی طرح افریقہ کے ببر شیر کا حسن اور رعب اس کے بالوں کی وجہ سے ہے، اگر اسے بھی یہ خیال آجائے کہ آج کا مسلمان تو یہ کہتا ہے کہ مردانہ علامت کے بال کاٹنے سے حسن آتا ہے اور وہ اپنے بال جو نرینہ علامت ہیں کاٹ ڈالے تو کیا اس کا حسن رہے گا؟ اور وہ شیر رہے گا یا شیرنی بن جائے گا؟

گناہ کا سب سے پہلا حملہ عقل پر:

ارے اللہ کے بندو! گناہ کرنے سے انسان کی عقل ماری جاتی ہے، گناہ کا سب سے پہلا حملہ عقل پر ہوتا ہے گناہ کرتے کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے کرتے آج کے مسلمانوں کی عقلیں مسخ ہوگئی ہیں، اچھے برے میں تمیز کی صلاحیت ختم ہوگئی ہے، ہر اچھی چیز بری اور ہر بری چیز اچھی نظر آتی ہے، جیسا کہ غلبۂ صفراء میں میٹھی چیز کڑوی معلوم ہوتی ہے اور سانپ کے ڈسے ہوئے کو کڑوی چیز کی تلخی محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب گناہوں کا زہر جسم میں سرایت کر جاتا ہے تو اس کا زد عقل پر پڑتی ہے، وہ نفع ونقصان میں امتیاز کی صلاحیت کھو بیٹھتی ہے۔ جس طرح ظاہری زہر کا اثر حواس ظاہرہ پر پڑتا ہے اسی طرح باطنی زہر یعنی گناہوں کا اثر حواس باطنہ یعنی عقل اور اس کے متعلقات پر پڑتا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں مذکر حیوانات کے بالوں میں زینت رکھی ہے مگر آج کا مسلمان یہ کہتا ہے کہ مردانہ علامت کے بالوں کو کاٹنے میں زینت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿سبحان من زین الرجال باللحی والنساء بالذوائب﴾ (مستدرک حاکم)

"پاک ہے وہ اللہ جس نے مردوں کو ڈاڑھی سے زینت دی اور عورتوں کو سر کے بالوں کی مینڈھیوں سے۔"

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ مردوں کی زینت ڈاڑھی میں ہے مگر آج کا مسلمان کہتا ہے کہ ڈاڑھی منڈانے میں زینت ہے، اس دنیا کی ساری ہی باتیں الٹی ہو گئی ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے:

﴿ملائکۃ السماء تستغفر لذوائب النساء ولحی الرجال﴾

(رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس)

"آسمان کے فرشتے مینڈھیوں والی عورتوں اور ڈاڑھی والے مردوں کے لئے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔"

یہ حقیقت ثابت ہو گئی کہ عقلی لحاظ یعنی حیوانات پر قیاس سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے مردوں کی زینت ڈاڑھی میں رکھی ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ مردوں کی زینت ڈاڑھی منڈانے میں ہے۔ (یہ بیان سن کر بہت سے لوگ ڈاڑھی منڈانے کے گناہ کبیرہ سے تائب ہو گئے، اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم کے فیوض میں اور زیادہ برکت عطاء فرمائیں۔ جامع)

میں اپنا خواب بیان کر رہا تھا بیت اللہ کے دروازے کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں میں سامنے دوزانو بیٹھا ہوں۔ چند بہت ہی خوبصورت اور بڑے بڑے پرندے بیت اللہ کی چھت سے آکر ہمارے پاس گرے، ان میں سے ایک پرندہ ہمارے بالکل درمیان میں آکر گرا جو پر پھیلائے ہوئے تھا، اس کے پر بھی بہت خوش رنگ تھے، اس کے ایک پر کے اوپر بہت جلی اور واضح حروف میں نہایت خوشخط: لا ترکب الھوی۔ اور دوسرے پر: کطیر یطیر علی الھوی۔ لکھا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پرندے کو گود میں لے کر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"یہ اعمال نامہ ہے اعمال بتائے گا۔" میں بہت پریشان ہوا کہ واللہ اعلم یہ کیا کچھ بتائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری پریشانی کو سمجھ گئے، اس لئے فرمایا: "ابھی نہیں بلکہ بروز قیامت۔" اس پر مجھے اطمینان ہوا کہ ابھی اصلاح عمل کے لئے کچھ مہلت ہے۔ اس کے بعد خواب ہی میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی میں نے آپ کی خدمت میں یہ خواب بیان کرکے اس کی یہ تعبیر بھی خود ہی بیان کردی: "یہ مسجد حرام میں سونے پر تنبیہ ہے، پہلے نور کا طواف دکھا کر بیت اللہ کی عظمت اور جلالت شان ظاہر کی گئی، پھر اس کی بے حرمتی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی اور پرندوں کے پروں کی تحریر سے نفس کی پیروی پر تنبیہ کی گئی ہے، لاترکب الھوی کا مطلب ہے کہ خواہش نفس کی پیروی جائز نہیں اور کطیر یطیر علی الھوی کا مطلب یہ ہے کہ پرندہ خواہش نفس کی پیروی کی وجہ سے جال میں پھنس کر ہلاک ہوجاتا ہے۔" اس کے بعد جب میں بیدار ہوا تو مجھ پر خوف غالب تھا، پورے جسم پر لرزہ طاری تھا، طبیعت سنبھلنے پر غور کیا تو وہی تعبیر سمجھ میں آئی جو خواب ہی میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کرچکا تھا۔ مجھے خوف کے ساتھ اس لحاظ سے مسرت بھی ہوئی کہ یہ اللہ تعالیٰ اور محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس غلطی پر تنبیہ فرمادی ورنہ ہزاروں مرد و عورت رات دن وہاں سوتے رہتے ہیں لیکن انہیں نہ کبھی کوئی خواب نظر آیا اور نہ کوئی تنبیہ ہوئی۔ وجہ وہی ہے کہ گناہوں پر تنبیہ اسی کو ہوتی ہے جس کے دل میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہوتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری فرماتے ہیں۔

④ میں اونچے علاج سے ہمیشہ بچتا ہوں مگر ایک بار اللہ تعالیٰ نے معرفت کا ایک سبق دینے کے لئے ایک بین الاقوامی مشہور اسپیشلسٹ ڈاکٹر سے ملاقات کا ایک بہانہ بنادیا اس نے میرا خوب معاینہ کرنے کے بعد نظام ہضم کی اصلاح کے لئے ایک دواء "ٹرائی زیمل" لکھ کردی، میں نے جب وہ کھائی تو پیٹ میں شدید درد اور قے کا دورہ پڑا۔ میں

نے سوچا کہ یہ دواء تو اصلاح ہضم کے لئے بہت مشہور ہے، پھر یہ ایک بین الاقوامی مشہور اسپیشلسٹ ڈاکٹر نے لکھ کر دی ہے اور لکھنے سے پہلے خوب اچھی طرح میرا معاینہ بھی کیا ہے اس کے باوجود اس کا الٹا اثر کیوں ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے جو اسے "ریورس گیر" لگا دیا ہے اس میں یقیناً کوئی حکمت ہے۔ جب میں نے دواء کی شیشی پر لکھے ہوئے نسخے کو پڑھا تو سب سے اول اور سب اجزاء سے مقدار میں زیادہ جو جزء تھا وہ "پنکری اے ٹین" تھا، یہ خنزیر یا بیل کے لبلبہ سے بنتا ہے۔ اگر یہ دواء پاکستان میں بنی ہوتی تو اس احتمال کی بناء پر گنجائش تھی کہ اس مرکب کا یہ جزء بھی پاکستان ہی میں تیار کیا گیا ہوگا، باہر سے درآمد کرنے کا یقین نہیں اور پاکستان میں اسلامی ذبیحہ کے مطابق بیل ہی کے لبلبہ سے بنایا گیا ہوگا، مگر اس شیشی پر "میڈ ان جرمنی" لکھا ہوا تھا، وہاں اگر یہ جزء بیل کے لبلبہ سے بھی بنایا گیا ہو تو اسلامی ذبیحہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی حرام ہے بس میں سمجھ گیا کہ الخبیثت للخبیثین "خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے ہیں" میرے رب کریم نے مجھے حرام سے بچانے کے لئے دواء کو "ریورس گیر" لگا دیا۔ اس پر مجھے دو خوشیاں ہوئیں ایک یہ کہ غیر شعوری طور پر بھی حرام کا ذرہ حلق میں جانے سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا، دوسری یہ کہ بحمد اللہ تعالیٰ میں الخبیثت للخبیثین کی فہرست میں نہیں بلکہ الطیبت للطیبین "پاک چیزیں پاک لوگوں کے لئے ہیں۔" کی فہرست میں ہوں۔

جواب کی اس مفصّل تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس قسم کا معاملہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان دو عورتوں کو غیبت کی وجہ سے خون اور گوشت کی قے ہوگئی اور ایک شخص نے غیبت کے بعد دانتوں میں خلال کیا تو گوشت کے ریشے نکلے، مگر آج ہر شخص دوسرے کی غیبت کرنے میں ہر وقت مشغول ہے اس کے باوجود کسی کو نہ خون اور گوشت کی قے آتی ہے اور نہ ہی دانت سے گوشت

کے ریشے نکلتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ ان صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں میں فکر آخرت کی وجہ سے ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ خاص رحمت اور دستگیری تھی کہ اگر ان سے کبھی کوئی غلطی ہو جاتی تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر تنبیہ ہو جاتی، اسی طرح آج بھی جن لوگوں کو فکر آخرت ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور دستگیری ہوتی ہے، انہیں بھی غلطی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہو جاتی ہے۔

غیبت زنا سے بھی بدتر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿الغیبة اشد من الزنا﴾ (رواہ الدیلمی والبیہقی والطبرانی)

"غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔"

اس کی کئی وجوہ ہیں:

① غیبت ظاہر تو ہوتی ہے زبان سے لیکن اس کی جڑ دل میں ہے۔ اس لئے کہ جو شخص غیبت کرتا ہے اس کے دل میں کبر ہوتا ہے وہ خود کو بڑا سمجھتا ہے اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اور کبر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وله الکبریاء فی السموت والارض﴾ (۴۵-۳۷)

"اور بڑائی تو صرف اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین میں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لا یدخل الجنة احد فی قلبه مثقال حبة من خردل من کبر﴾ (رواہ مسلم)

"جنت میں کوئی ایسا شخص نہیں داخل ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر کبر ہو۔"

غیبت کرنے والے کی نظر دوسروں کے عیوب پر ہوتی ہے اسے اپنے عیوب کی طرف توجہ ہی نہیں رہتی، اس لئے ان کی اصلاح کی فکر ہی نہیں رہتی، جس کی اپنے عیوب پر نظر رہتی ہے اور ان کی اصلاح کی فکر رہتی ہے وہ تو ہر وقت اسی فکر میں گھلتا رہتا ہے اور ڈوبا رہتا ہے کہ معلوم نہیں کل قیامت میں میرا کیا بنے گا؟ میرا کیا حال ہوگا؟ اس کے دل میں دوسروں کا خیال تو آہی نہیں سکتا ؎

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے لوگوں کے عیب وہنر
پڑی اپنے گناہوں پر جو نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

دوسروں کی عیب جوئی کے ایک مریض نے ایک بار حکومت کے عہدہ داروں کے بارے میں یہ مصراع پڑھا ؏

ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا؟

ہر شخص سیاسی مبصر بنا بیٹھا ہے، دوسروں کے عیوب پر نظر ہوتی ہے، اپنے عیوب کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ میں نے ان سے کہا: "اپنے بارے میں بھی یہ سوچ لیا کریں کہ میں بھی ایک شاخ کا الو ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے یوں دعاء کرلیا کریں یااللہ! میرے حالات تو ہیں الو جیسے لیکن تیری رحمت بہت وسیع ہے، میرے ان حالات کو اپنے بندوں کے حالات جیسے بنادے۔"

ایک دن ہم "فتح باغ" سے تفریح کے بعد واپس آرہے تھے، سامنے سے ایک گدھا گاڑی آتی دکھائی دی جس میں دو گدھے لگے ہوئے تھے وہ دونوں دور ہی سے زور زور سے چیخنے لگے، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "یہ گدھے تو ہمیں یہ بتارہے ہیں کہ تم بھی ہماری طرح گدھے ہی ہو، اس لئے کہ گدھا عموماً اس وقت رینکتا ہے جب اسے

کوئی دوسرا گدھا نظر آتا ہے، لہٰذا ذرا اپنا محاسبہ اور توبہ واستغفار کر کے انسان بننے کی کوشش کرو۔"

(۲) غیبت کے زنا سے بدتر ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ زنا خفیہ گناہ ہے اور غیبت سب کے سامنے علانیہ کی جاتی ہے، اور جو گناہ علانیہ کیا جائے وہ پوشیدہ گناہ سے زیادہ برا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿کل امتی معافی الا المجاھرین﴾ (رواہ البخاری ومسلم)

"میری پوری امت لائق عفو ہے مگر علانیہ گناہ کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔"

(۳) زنا سے توبہ کی امید کی جاسکتی ہے، بالفرض توبہ کی توفیق نہ ہوئی تو کم سے کم اقراری مجرم تو ہے، خود کو گنہگار تو سمجھتا ہے شاید اسی عجز وانکسار اور جرم کے اقرار سے اس کی مغفرت ہوجائے لیکن غیبت سے توبہ کی امید بہت کم ہے اس لئے کہ غیبت کرنے والا خود کو گناہ گار سمجھتا ہی نہیں، بلکہ بہت نیک اور بڑا پاک دامن سمجھتا ہے۔ زنا اور بدکاری کو ہر شخص برا سمجھتا ہے، اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے لئے اس کا نام بھی سننا پسند نہیں کرتا تو غیبت جو زنا سے بھی بدتر ہے اسے کیوں برا نہیں سمجھا جاتا اور اس سے بچنے کا کیوں اہتمام نہیں کیا جاتا؟

عزت کا ڈاکو مال کے ڈاکو سے بدتر:

شرعًا وعقلًا چھ چیزوں کی حفاظت ضروری ہے:

(۱) ایمان: سب سے پہلے ایمان کی حفاظت کا درجہ ہے، اس کے لئے خواہ جان، عزت اور مال سب کچھ قربان کرنا پڑے تو بھی ایمان کی حفاظت فرض ہے۔

(۲) جان: دوسرے نمبر پر جان کی حفاظت ہے۔

(۳) **عقل:** تیسرے نمبر پر عقل کی حفاظت ہے۔

(۴) **نسب:** چوتھے نمبر پر نسب کی حفاظت ضروری ہے۔

(۵) **عزت:** پانچویں نمبر پر عزت کی حفاظت ہے۔

(۶) **مال:** چھٹے نمبر پر جاکر کہیں مال کی حفاظت کا حکم ہے۔

اب سوچیں کہ جو شخص کسی کے مال کو نقصان پہنچاتا ہے، اسے بہت برا بھلا کہا جاتا ہے کہ یہ بڑا ظالم ہے، ڈاکو ہے، لیکن جو شخص کسی کی غیبت کرتا ہے وہ اس کی عزت کو نقصان پہنچاتا ہے، مالی نقصان پہنچانے والا تو اس کے مال کا ڈاکو ہے، اور غیبت کرنے والا اس سے زیادہ قیمتی چیز یعنی اس کی عزت کا ڈاکو ہے، تو غور کریں کہ مال کا ڈاکو زیادہ برا ہے یا عزت کا ڈاکو؟

آخرت کا مفلس:

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت فرمایا:

"مفلس کون ہے؟"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا:

"جس کے پاس روپیا پیسا نہ ہو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں! میں بتاتا ہوں کہ مفلس کون ہے، قیامت کے روز کچھ لوگ اس حال میں آئیں گے کہ ان کے اعمال نامے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، تہجد، اشراق، چاشت، صدقہ، خیرات، غرضیکہ تمام عبادات سے بھرے ہوئے ہوں گے، لیکن جب حساب و کتاب کا وقت شروع ہوگا تو ایک طرف سے ایک شخص کھڑا ہوگا اور کہے گا یا اللہ! اس نے میری

حق تلفی کی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس ظالم کی کچھ عبادات مظلوم کے نامۂ اعمال میں داخل فرمادیں گے، اسی طرح ایک اور شخص کھڑا ہوگا اور کہے گا یا اللہ! اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح دوسرے مظلوم کے نامۂ اعمال میں بھی اس ظالم کے اعمال صالحہ سے کچھ داخل فرمادیں گے، اسی طرح بہت سے لوگ اپنے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں گے، اللہ تعالیٰ ان سب کے حقوق کو اس ظالم کے اعمال اور عبادات سے پورا فرمائیں گے، یہاں تک کہ اس کی تمام عبادات ختم ہوجائیں گی لیکن حقوق کے دعوے ختم نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو اس کے نامۂ اعمال میں داخل فرمادیں گے، جس کی وجہ سے وہ شخص جہنم میں داخل کیا جائے گا، یہ ہے مفلس۔‘‘

(رواہ مسلم والترمذی)

اعمال کا محاسبہ:

اب ہر شخص کو اپنے اعمال کا موازنہ و محاسبہ کرلینا چاہیئے کہ ہمارے نیک اعمال کتنے ہیں، پھر ان اعمال کی کیفیت یعنی ان میں روح کتنی ہے، اور دوسروں کی حق تلفی کتنی کی ہے، رات دن غیبت میں لگے رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے اعمال جنت کی طرف لے جانے والے ہیں یا جہنم کی طرف؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو شخص دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھائے گا یعنی غیبت کرے گا قیامت کے دن مردار کا گوشت اس کے سامنے رکھا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جیسے تو نے زندہ کو کھایا تھا اب مردہ کو بھی کھا، وہ شخص اسے کھائے گا اور ناک بھوں چڑھاتا جائے گا اور شور مچاتا جائے گا۔‘‘

(رواہ ابو یعلیٰ قال الحافظ بن حجر سندہ حسن)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"شب معراج میں میرا گذر ایسی جماعت پر ہوا جو اپنے چہرے اپنے ناخنوں سے نوچ رہی تھی، یہ وہ لوگ تھے جو غیبت کیا کرتے تھے۔"

(رواہ ابوداؤد)

اس مضمون میں غیبت پر عذاب سے متعلق متفرق طور پر کئی حدیثیں بیان کی جاچکی ہیں، اب ان سب کو دوبارہ ایک ساتھ نمبروار بتاتا ہوں تاکہ یاد رکھنا آسان ہو۔

غیبت پر عذاب کی حدیثیں:

① غیبت کی وجہ سے دو عورتوں کے پیٹ میں سخت درد ہوا اور قے میں خون اور گوشت کے ٹکڑے نکلے (مسند احمد)

② کچھ لوگوں نے غیبت کے بعد دانتوں میں خلال کیا تو گوشت کے ریشے نکلے۔

(الدر المنثور للسیوطی)

③ ایک عورت نے غیبت کے بعد تھوکا تو گوشت کا ٹکڑا گرا (الدر المنثور للسیوطی)

④ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے (رواہ الدیلمی)

⑤ مفلس وہ ہے جو بروز قیامت عبادات کے ذخیرے لائے گا مگر دوسروں پر ظلم کرنے کی وجہ سے جہنّم میں پھینک دیا جائے گا (رواہ مسلم والترمذی)

⑥ غیبت کرنے والے کو بروز قیامت مردار کا گوشت کھلایا جائے گا (رواہ ابویعلیٰ)

⑦ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں غیبت کرنے والوں کو اس عذاب میں مبتلا دیکھا کہ وہ اپنے ناخنوں سے اپنے چہرے نوچ رہے تھے (ابوداؤد)

غیبت کے دنیوی نقصان:

غیبت سے صرف آخرت ہی تباہ نہیں ہوتی بلکہ آخرت کے ساتھ دنیا بھی برباد ہوتی ہے غیبت میں کئی دنیوی نقصان ہیں، مثلاً:

① غیبت آپس میں نااتفاقی اور اختلاف کی جڑ ہے۔ غیبت عداوت کا باپ بھی ہے او بیٹا بھی، یعنی کبھی غیبت سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور کبھی عداوت سے غیبت۔ اسی غیبت ہی کی وجہ سے لوگوں کے درمیان رنجش، بغض اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے اور پھر آپس میں قطع تعلق کی نوبت آجاتی ہے، قطع تعلق کا حرام ہونا اور اس سے دین و دنیا کے نقصان سب جانتے ہی ہیں۔

② غیبت کرنے والے کے دل میں بزدلی اور دورخاپن پیدا ہو جاتا ہے، بزدلی کی وجہ سے وہ لوگوں کی برائیاں ان کی پیٹھ پیچھے کرتا ہے۔ اور جب ان کے سامنے آتا ہے تو ان کی تعریفیں کرنا شروع کر دیتا ہے، پھر اس کی یہ حرکت جلد ہی ظاہر ہو جاتی ہے تو لوگوں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔

③ جو شخص کسی کے سامنے کسی دوسرے شخص کی غیبت کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں کے سامنے اس شخص کی غیبت کرتا ہے جس کے سامنے ابھی دوسرے کی غیبت کر رہا ہے، اس طرح یہ شخص لوگوں کے درمیان فتنہ و فساد پیدا کرتا ہے۔ جب یہ حقیقت کھلتی ہے کہ سارا فتنہ اسی نے بھڑکایا ہے تو سب اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

③ غیبت کرنے سے بچنے کے نسخے:۔

① اپنی زندگی کا محاسبہ کیا جائے کہ بالغ ہونے کے بعد اب تک کتنے لوگوں کی غیبت کر چکے ہیں۔ سوچنے پر یہ معلوم ہوگا کہ ایسے لوگوں کی تعداد بے حساب ہے، جن کی غیبت آپ کر چکے ہیں، آپ کے نیک اعمال کی مقدار جتنی ہے اس سے کئی گنا زیادہ آپ نے غیبت کی ہوگی، اس محاسبہ کے بعد سوچئے کہ اولاً تو ہمارے نیک اعمال ہیں ہی کتنے اور جو کچھ ہیں وہ غیبت کی وجہ سے آخرت میں ہمارے کام نہیں آئیں گے بلکہ ان لوگوں کو دے دیئے جائیں گے جن کی غیبت کی ہے، اس طرح ہم انہیں فائدہ پہنچا رہے ہیں اور اپنا نقصان کر رہے ہیں، اپنی پوری محنت اور ساری کمائی دوسروں کو دے دی

اور ایسے کٹھن وقت میں دی جبکہ ہم خود بہت سخت محتاج تھے۔

(۲) غیبت پر جتنے عذاب بیان کئے گئے ہیں ان سب کا روزانہ مراقبہ کیا جائے، یہ نسخے استعمال کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ غیبت چھوڑنے کی ہمت پیدا ہوگی۔

(۴) غیبت سننے سے بچنے کے نسخے:

بعض لوگ کہتے ہیں: "ہم غیبت کرنے سے تو بچ جاتے ہیں لیکن کوئی دوسرا کسی کی غیبت شروع کردیتا ہے تو نہ اسے خاموش کرسکتے ہیں اور نہ وہاں سے اٹھ سکتے ہیں، مروت غالب آجاتی ہے۔" اس بارے میں یہ سوچیں: "جو شخص کوئی بری بات آپ کے کان میں لاکر ڈالتا ہے گویا کہ وہ اپنے برتن کی نجاست آپ کے برتن میں ڈالنا چاہتا ہے۔"

یہ غیبت سننے سے بچنے کے لئے بہت عجیب اور بہت قیمتی نسخہ ہے، بہت ہی نافع ہے، ذرا غور سے سوچیں کہ اگر آپ کا کوئی بڑا حاکم یا افسر یا آپ کے والدین، بھائی، بہن، بیوی یا شوہر یا دوسرے رشتہ داروں یا دوستوں میں سے کوئی یوں کہے:

> "میں آپ کے سر پر پیشاب کرنا چاہتا ہوں، اگر آپ میری بات نہیں مانیں گے تو میں ناراض ہوجاؤں گا۔"

تو کیا کوئی ایسی ہمت کرسکتا ہے کہ اس کی ناراضی سے بچنے کے لئے اسے اپنے اوپر پیشاب کرنے کی اجازت دے دے، حالانکہ اس کی اجازت دینے میں آپ کا کوئی زیادہ نقصان نہیں ہوگا، صرف آپ کے کپڑے اور بدن ناپاک ہوجائیں گے، جنہیں دھوکر بآسانی پاک کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر کسی کو اپنے سامنے غیبت کرنے کی اجازت دے دی تو اس میں آپ کا دین برباد ہوا، آخرت برباد ہوئی، دنیا کا معمولی سا نقصان برداشت کرنے کی ہمت تو کسی کے دل میں پیدا نہ ہو مگر دین اور آخرت کو برباد کرنے کی ہمت پیدا ہوجائے، یہ بڑے ہی خسارے اور کم عقلی کی بات ہے۔

غیبت سننے سے بچنے کا ایک سبق آموز واقعہ:

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ایک بار ایک مولوی صاحب نے میرے سامنے کسی کی غیبت شروع کردی، میں نے ان سے کہا کہ آپ جس کی غیبت کررہے ہیں اگر واقعۃً اس سے یہ غلطی ہوئی ہے تو وہ گذشتہ زمانہ کی بات ہے اور مجھ سے غائب ہے، اور آپ اس وقت میرے سامنے غیبت کا گناہ کررہے ہیں۔"

میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختصر سے جواب کی تشریح کرتا ہوں اور نمبر لگا کر بیان کرتا ہوں تاکہ یاد رکھنا آسان ہو:

① اس نے گناہ گذشتہ زمانے میں کیا ہے اور آپ گناہ اس وقت کررہے ہیں۔

② اس نے چھپ کر گناہ کیا ہوگا یا کم از کم مجھ سے تو پوشیدہ ہے اور آپ میرے سامنے علانیہ گناہ کررہے ہیں، علانیہ گناہ زیادہ برا ہے۔

③ اس نے چھوٹا گناہ کیا ہوگا اور آپ اتنا بڑا گناہ کررہے ہیں جو زنا سے بھی بدتر ہے۔

④ وہ گناہ کرکے خود کو حقیر سمجھ رہا ہوگا، اور آپ اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہے ہیں جبھی تو اس کی برائی بیان کررہے ہیں۔

⑤ شاید اس نے گناہ سے توبہ کرلی ہو اور آپ ابھی گناہ میں مبتلا ہورہے ہیں۔

⑥ میرے سامنے اس کے گناہ کے شاہد آپ خود ہیں اور آپ غیبت کے گناہ کی وجہ سے فاسق ٹھہرے، لہٰذا آپ کی گواہی قابل قبول نہیں، اور آپ کے گناہ کو میں خود اپنے کانوں سے سن رہا ہوں تو آپ ہی بتائیں کہ وہ زیادہ برا ہوا یا آپ؟

● غیبت سننے سے بچنے کے لئے اس قصہ سے سبق حاصل کریں، جو شخص کسی کی غیبت شروع کرے اس کے سامنے یہ چھ نمبر بیان کردیا کریں اور اس سے یوں کہیں:

"آپ تو غیبت کی وجہ سے فاسق ٹھہرے اور فاسق کی شہادت قبول نہیں۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا﴾ (۴۹-۶)

"اے ایمان والو! جب کوئی فاسق تمہیں کوئی خبر دے تو اس کی تحقیق کیا کرو۔" بلا تحقیق اس کی بات کو صحیح نہ سمجھ لیا کرو۔

بہت آسان تدبیر:

غیبت سننے سے بچنے کی جو تدابیر بتائی گئی ہیں اگر ان میں سے کسی پر بھی عمل کرنے کی ہمت نہیں تو ایک آسان تدبیر یہ ہے کہ غیبت کرنے والے سے یوں کہہ دیں:

"آپ جن کی غیبت کر رہے ہیں شاید وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہم سے بہتر ہوں۔"

اگر "ہم" کہنے کی بھی ہمت نہ ہو تو یوں کہہ سکتے ہیں: "وہ مجھ سے بہتر ہیں۔" قوی امید ہے کہ یوں کہنے سے وہ غیبت سے رک جائے گا، اگر نہیں بھی رکا تو آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار تو کر ہی دیا، آئندہ وہ آپ کے سامنے غیبت نہیں کرے گا۔

ہر فضول بات سے بچنے کا آسان نسخہ:

اگر مجلس میں غیبت یا کوئی بھی ایسی بات شروع ہو جائے جس میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا تو آپ کوئی کام کی بات شروع کر دیں، اس طرح بہت آسانی سے بات کا رخ پلٹا جا سکتا ہے۔

غیبت کرنے اور سننے سے بچنے کے جو نسخے بتائے گئے ہیں انہیں استعمال کرنے میں

ہمت سے کام لیں۔ جب تک انسان ہمت سے کام نہیں لے گا کوئی بھی تدبیر اسے فائدہ نہیں پہنچائے گی۔

ایک عبرت آموز قصہ:

ہمت سے کام لے کر غیبت سے بچنے کا ایک قصہ سن لیجئے، ایک خاتون کا خط آیا ہے وہ پڑھ کر سناتا ہوں، لکھتی ہیں:

> ”میں بہت عرصے تک دوسروں کی غیبت کرتی اور سنتی رہی ہوں، ہمیشہ رشتہ داروں کی آمد ورفت رہتی ہے، جو بھی آتا بس کسی نہ کسی کی غیبت شروع ہوجاتی، ہر وقت غیبت کا بازار گرم رہتا تھا، اب جب سے میں حضرت والا کے وعظ میں آنے لگی اور غیبت سے متعلق وعظ سنا تو مجھے فکر لاحق ہوگئی کہ میں کتنے بڑے گناہ میں مبتلا رہی، اس فکر کی وجہ سے میری راتوں کی نیند اڑ گئی اور اب میں نے پکا ارادہ کرلیا ہے کہ کبھی بھی کسی کی غیبت نہیں کروں گی۔“

سوچیں کہ اس خاتون نے وعظ سن کر غیبت سے توبہ کرلی، اسی طرح کئی خواتین نے وعظ سن کر شرعی پردہ کرلیا تو دوسروں کا یہ عذر کہ ہم سے گناہ نہیں چھوٹتے قابل قبول نہیں، وہ بھی انسان ہیں اور آپ بھی انسان ہیں، اور وہ بھی اسی ماحول میں رہتی ہیں جس میں آپ رہتے ہیں، اس کے باوجود جب وہ گناہ چھوڑ سکتی ہیں تو آپ کیوں نہیں چھوڑ سکتے؟

اگر کبھی عورتوں کی آپس کی لڑائی ہوجائے تو ہر عورت یہ چاہے گی کہ وہ دوسروں سے آگے بڑھ جائے اگر کوئی ایک سنائے گی تو یہ دس سنائے گی، اسی طرح فیشن کے معاملہ میں اگر ایک عورت سو روپے کا جوڑا پہنے گی تو دوسری دو سو روپے کا جوڑا پہننے کی کوشش کرے گی، اسی طرح دنیا کے ہر معاملے میں ایک دوسرے پر فوقیت اور سبقت

لے جانے کی کوشش کی جاتی ہے، دین کے معاملے میں ایسا کرنے کے لئے ہمت کیوں بلند نہیں ہوتی؟

۵ جن لوگوں کی غیبتیں کیں یا سنیں ان سے معاف کروانے کا طریقہ:

اب رہا یہ سوال کہ جو غیبتیں ہوگئی ہیں ان کا کیا کیا جائے؟ اس کے عذاب سے بچنے کے لئے یہ سوچیں کہ بالغ ہونے کے بعد اب تک کن کن لوگوں کی غیبت آپ سے ہوئی ہے۔ ان میں سے جو لوگ زندہ ہیں اور ان سے بے تکلفی کا معاملہ ہے انہیں یہ نہ بتائیں کہ میں نے آپ کی غیبت کی ہے، کیونکہ بتانے سے انہیں تکلیف ہوگی اس لئے بتائے بغیر صرف یہ کہہ دیں: "ہمارا اور آپ کا عرصے تک ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا رہا ہے، ہو سکتا ہے کہ ایک دوسرے کے حق میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہو، لہٰذا میری طرف سے جو کوتاہیاں ہوئی ہوں معاف کردیں۔" اور جو لوگ اب زندہ نہیں رہے یا ان کے ساتھ بے تکلفی کا معاملہ نہیں ان کے لئے مغفرت کی دعاء اور روزانہ تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کا معمول بنالیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے سے لوگوں کے وہ حقوق جو غیبت کی وجہ سے آپ کے ذمہ اور آپ پر عذاب ہیں ان کی تلافی ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے بھی استغفار کریں اور جن کے سامنے غیبت کی ہے ان کے سامنے توبہ بھی کریں، اگر ایسے سب افراد کا علم نہ ہو یا ہر فرد کے پاس پہنچنا مشکل ہو تو توبہ کا عام اعلان کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضی کے مطابق سچے اور پکے مسلمان بنادیں، اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطاء فرمائیں، معاشرے میں جتنے بھی گناہ داخل ہوگئے ہیں ان سب سے ہماری حفاظت فرمائیں، آپس میں محبت، اُلفت، تعاون و تناصر

پیدا فرمائیں، ایک دوسرے کی غیبت اور بدگمانی سے حفاظت فرمائیں۔

وصل اللّٰھم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک محمد
وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین
والحمد للّٰہ رب العٰلمین